عقیدہ ختم نبوت کیلئے مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی خدمات

ڈاکٹر شاکر حسین خان

معاون استاد شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

ABSTRACT

The talented and able personality of ALLAMA SHAH AHMED NORANI needs no introduction, In Islamic world an national and international circle.

He played a great part for survival of the belief of the finality of the Prophet-hood of MOHAMMAD (S.A.W). He played a major role in campaign of "TAHAFUZ-E-KHATM-E-NABOWWAT" and Qadiyanis were declared non Muslims as a result of his untiring struggle in this particular regard. The present article is confession of his services.

عقیدہ ختم النبوت اسلام کے چند بنیادی عقائد میں سے ایک ہے عقیدہ ختم النبوت کا مفہوم یہ ہے کہ جناب رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آیا اور نہ آئے گا، دین مکمل ہوگیا اس لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی، اب اگر کوئی شخص کسی بھی طریقے سے رسول کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کو بھی نبی مانے گا یا کوئی شخص خود نبوت کا دعویٰ کرے گا تو ایسا شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا/ کذاب کہلائے گا قرآن کریم وارشاداتِ رسولِ کریم، اجماع اور قیاس جو کہ شریعت اسلامیہ کے ماخذ ہیں، ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے عہد صحابہ سے عصر حاضر تک تمام مسلمانوں نے انفرادی واجتماعی طور پر جدو جہد جاری رکھی، جناب رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد جس نے بھی کسی بھی طریقے سے نبوت کا دعویٰ کیا، صحابہ کرام نے بالا تفاق اس کے خلاف جہاد کیا، جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اسکے پیروکاروں سے محاذ آرائی کی، آپ کے حکم کے مطابق ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا گیا انہی عورتوں میں سے ایک عورت، جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی

لونڈی بنی جس کے بطن سے محمد بن حنفیہ تولد ہوئے۔(۱)

خلافت راشدہ کے بعد جب امراء و بادشاہ اسلام آئے تو انہوں نے بھی اپنی دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے خدمات سرانجام دیں، اس سلسلے میں آئمہ مجتہدین کا بھی ایک اہم کردار رہا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ کے دور میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو امام اعظم نے اس کی کھلم کھلا مخالفت کی، آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص اس سے نبوت کی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔(۲)

الغرض ہر دور کے اکابر علمائے اسلام و مشائخ عظام جن میں علامہ ابن حریر طبری، ابن حزم اندلسی، امام غزالی، قاضی عیاض، علامہ شہرستانی، امام رازی، علامہ علاؤلدین البغدادی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ آلوسی، علامہ شوکانی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، پیر سید مہر علی شاہ، مولانا امجد علی اعظمی، علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، علامہ شاہ عبدالحلیم صدیقی اور ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ شامل ہیں ان تمام نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عملی جدوجہد جاری رکھی۔

انگریز دور اقتدار (۱۹۰۰ء) میں قادیادنی مذہب نے جنم لیا اس وقت کے اکابر علماء نے اس مذہب کی مخالفت کی، دنیا بھر کے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کیا، مرزا غلام احمد قادیانی برٹش گورنمنٹ کے پکے خیر خواہ تھے، جس کا انہوں نے برملا اقرار کیا، ان کے بقول "میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ ریئسانِ پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا۔ جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا، جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہوگئیں کہ جیسی میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقشِ قدم پر چلا تاہم میں نے برابر سولہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لیئے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن

قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو، سو وہ سلطنت برطانیہ ہے"۔(۳)

مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کرتے ہی علمائے اسلام نے اسوۂ صدیقی پر عمل کرتے ہوئے قادیانیوں کی مخالفت شروع کر دی اور اپنی تصانیف وتقاریر سے جہاد بالقلم و جہاد باللسان کیا۔ قیام پاکستان کے بعد علماء ومشائخ نے ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چلائی لیکن وہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکی کیوں کہ اس تحریک کو طاقت کے ذریعے کچلنے کی بھرپور کوشش کی گئی تھی۔ لاہور میں پہلا مارشل لاء نافذ کیا گیا، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو فوجی عدالت سے سزائے موت کا حکم سنایا گیا لیکن عمل درآمد نہ ہوسکا، تحریک میں حصہ لینے والے علماء اور ہزاروں مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا اس کے باوجود علمائے حق نے ۱۹۵۳ء کے تلخ تجربات سے فائدہ اٹھایا اور عہد کیا کہ اس تحریک کو دوبارہ منظم طریقے سے چلائیں گے۔ چنانچہ علماء و مذہبی قائدین نے نئی حکمت عملی کے تحت اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دیں اور ہر محاذ پر قادیانیوں کے سامنے سینہ سپر رہے وہ علماء ومشائخ جنہوں نے حق کی آواز کو تحریک ۱۹۵۳ء کی ناکامی کے بعد دوبارہ بلند کیا ان میں ایک روشن و تابندہ نام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کا ہے۔ جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیئے تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھایا اور اپنی خدمات کو بھرپور طریقے سے سرانجام دیا، انہیں قادیانیوں کی مخالفت ورثے میں ملی تھی، ان کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قادیانیوں کے اہم مخالف تھے، جنہوں نے افریقہ، یورپ، سیلون، انڈونیشیا، ملائیشیا، برما اور عرب ریاستوں میں قادیانیوں کے خلاف مہم چلائی اور ان کے رد میں انگریزی زبان میں ایک کتاب "The Mirror" لکھی، جس کا عربی زبان میں "المراۃ" کے نام سے ترجمہ ہوا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اردو زبان میں بھی ایک کتاب تحریر کی جس کا نام "مرزائی حقیقت کا اظہار" ہے، اس کتاب کا ملائیشیا کی زبان میں ترجمہ شائع ہوا تو وہاں قادیانیوں کے خلاف زبردست تحریک چلی جس کے بعد ملائیشیا میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔(۴) چنانچہ مولانا نورانی اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلے اور قادیانیوں کی مخالفت کرتے رہے۔ قادیانیوں نے ہمیشہ مولانا نورانی کو اپنے آگے آہنی چٹان کی مانند کھڑے پایا۔

مولانا نورانی ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۸ء تبلیغی مشن پر ملک سے باہر رہے، اس عرصے میں ان کی بعض مقامات پر قادیانیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، اسلامک ریویو لندن کے قادیانی ایڈیٹر سے مسلسل ساڑھے پانچ گھنٹے گفتگو ہوئی تو وہ بھاگنے کے لیئے راستہ تلاش کرنے لگا اور بالآخر وہ اپنی کتابیں چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ آپ نے قادیانیوں سے کامیاب مناظرے کیئے اور ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ وطن واپس آنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں انہوں نے جو سب سے پہلا بیان دیا وہ قادیانیوں کے بارے میں ہی تھا۔ مولانا نورانی نے یحیٰ خان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "تمہارا قادیانی مشیر ایم۔ ایم۔ احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان تک ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتا ہے"(۵) نورانی صاحب کے اس بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وطن واپس اسی مقصد کے لیئے بھیجا تھا تاکہ وہ اہلیانِ پاکستان کو آنے والے عظیم

طوفان سے آگاہ کریں جو سقوطِ ڈھاکہ کی صورت میں رونما ہونے والا تھا۔

مولانا نورانی اپریل ۱۹۷۴ء کو ورلڈ اسلامک مشن کے زیرِ اہتمام لندن میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لیئے لندن روانہ ہوئے، دوسری جانب مکہ معظمہ میں رابطۂ عالم اسلامی کا اجلاس ہو رہا تھا، نورانی صاحب لندن میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے سبب رابطۂ عالم اسلامی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے، نورانی صاحب کے بقول "لندن سے فارغ ہو کر میں مکہ معظّمہ حاضر ہوا، حاضری کا ایک بڑا مقصد یہی تھا کہ وہاں سے رابطۂ عالم اسلامی کی وہ قرارداد حاصل کروں جوانہوں نے قادیانیوں کے بارے میں متفقہ طور پر منظور کی تھی، میں ۲۶ رمئی کو یہ قرارداد لے کر پاکستان پہنچا تو قادیانیوں کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا"۔(۶)

۲۸ رمئی ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلبہ کے ایک قافلے پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں متعدد نوجوانانِ اسلام شدید زخمی ہو گئے، اس حادثے کی وجہ سے پنجاب بھر میں نوجوان طلبہ میدان میں نکل آئے، پورا علاقہ خانہ جنگی کی صورت اختیار کر گیا اور اس آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ۱۳ رجون ۱۹۷۴ء کو سابق وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے تقریر کی اور وعدہ کیا کہ یہ مسئلہ جمہوری طریقے سے حل کیا جائے گا، یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں ۳۰ رجون کو پیش کر دیا جائے، وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے اور پوری قوم کو قابلِ قبول ہوگا۔

ادھر تحریک ختم نوبت بھی زور و شور سے چلنے لگی مولانا نورانی نے ممبران اسمبلی کو احسن طریقے سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیئے آمادہ کیا، مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ممبرانِ قومی اسمبلی نے نورانی صاحب کی آواز پر لبیک کہا مختلف مسالک کے علماء ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیئے کام کرنے لگے۔ ان کے اس اتحاد سے مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل عمل میں لائی گئی اور اس کے مرکزی صدر مولانا یوسف بنوری اور جنرل سیکریٹری مولانا سید محمود احمد رضوی منتخب ہوئے۔ اس مجلس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی رہنماؤں کو نمائندگی دی گئی، البتہ چند علماء جن میں مولوی غلام غوث ہزاروی، مولوی عبدالحکیم، مولوی سید فیض الحسن اور مولانا احتشام الحق تھانوی نے عملی طور پر اس مجلس میں حصہ نہیں لیا اور نہ ہی اسمبلی میں پیش ہونے والی قرارداد پر دستخط کیئے۔ جب کہ حکومت کی ایک حریف جماعت تحریک استقلال کے رہنما جناب احمد رضا قصوری نے انفرادی حیثیت سے تحریک ختم النبوت میں حصہ لیا اور تحریک کی بھرپور طریقے سے حمایت کی، وہ سیاسی جماعتیں جنہوں نے مولانا نورانی کی رہنمائی سے تحریک میں حصہ لیا ان میں نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، جمعیت علمائے پاکستان، جمعیت علمائے اسلام (مفتی محمود گروپ) خاکسار، اور جماعت اسلامی شامل ہیں۔(۷)

یقیناً ان تمام جماعتوں کو ایک مرکز پر متحد کرنا نورانی صاحب کا ہی کارنامہ تھا، اس طرح کے کارنامے نورانی میاں نے اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ سرانجام دیئے ہیں۔ نورانی صاحب نے ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ "ہم

نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ رابطۂ عالم اسلامی کی قرارداد کی روشنی میں قومی اسمبلی کے لیئے قرارداد مرتب کی جس میں حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کا مشورہ شامل تھا، یہی قرارداد ہم نے ۳۰ جون کو اسمبلی میں پیش کی جس پر ۳۷ ارکان کے دستخط تھے۔ دوسرا کام اسمبلی میں ہم نے یہ کیا کہ قادیانیت سے متعلقہ جس قدر لٹریچر دستیاب ہوسکا، وہ ہم نے اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کیا، اس کے علاوہ ہم نے ممبروں سے ذاتی رابطے بھی کیئے اور انہیں ختم نبوت کے مسئلہ سے آگاہ کیا"(۸)

قرارداد کا مسودہ تیار ہونے کے بعد مولانا نورانی نے خان عبدالولی خان سے کہا کہ "خان صاحب! آج شام آرہا ہوں اس قرارداد کے مسودے پر آپ کے دستخط کروانے ہیں"۔ شام کو آپ خان صاحب کے پاس پہنچے، خان صاحب نے دریافت کیا" مولانا فرمایئے کیا حکم ہے؟ نورانی صاحب نے کہا کہ یہ مسودہ ہے۔ خان صاحب نے کہا" کیا اس پر میرے دستخط چاہیئے؟ نورانی صاحب نے کہا کہ آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے، آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں خان صاحب نے کہا کہ " کوئی ضرورت نہیں"۔ چنانچہ ولی خان صاحب نے بلا کسی تردد کے دستخط کر دیئے، اس وقت غوث بخش بزنجو صاحب بھی وہاں موجود تھے انہوں نے بھی بغیر کسی لیت ولعل اس مسودے پر دستخط کر دیئے۔(۹)

ابوزاہد نظامی (۱۰) رقم طراز ہیں" نورانی میاں جن دنوں قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دلانے کے لیئے دن رات جدوجہد کر رہے تھے، میں کئی بار اسلام آباد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑی محبت سے ضروری حالات واقعات بتائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس فتنہ کی ہلاکت آفرینی سے پوری طرح آگاہ ہیں اور اپنی تمام تر صلاحتیں اس کے لیئے وقف کیئے ہوئے ہیں تحریک ختم نبوت کے دوران قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کے اجلاسوں میں پوری ذمہ داری سے شرکت کرنے کے علاوہ انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہات میں عام جلسوں سے خطاب کیا"(۱۱) اس دور کے اخبار وجرائد شاہد ہیں کہ مولانا نورانی قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے کے لیئے کس قدر مصروف رہتے تھے، انہوں نے ہمارے شہر کراچی کے مختلف علاقوں میں بھی متعدد مرتبہ بڑے بڑے عام جلسوں میں خطاب کیا اور عوام وخواص کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کیا۔

۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو وہ وقت آگیا جب قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے کا مسئلہ دو قراردادوں کی صورت میں قومی اسمبلی میں پیش ہوا، ایک قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہ نے حکومت کی جانب سے پیش کی اور دوسری قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کی جس پر بائیس اراکین کے دستخط موجود تھے اور بعد میں جن کی تعداد ۳۷ ہوگئی تھی، اس تحریک کی کامیابی کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے مفتی منیب الرحمن رقم طراز ہیں" علماء اس سے پہلے بھی موجود تھے، مثلاً شیخ شبیر احمد عثانی اور مفتی محمود وغیرہما، مگر یہ سعادت ماضی میں کسی کے حصے میں بھی نہیں آئی، تاریخ پاکستان میں پہلی بار ایک مردحق، پیکر صدق وصفا کوہِ استقامت اور حامل جرأت وشجاعت علامہ نورانی صدیقی اسمبلی میں پہنچے اور فتنۂ انکار ختم نبوت یعنی قادیانیت کو کفر وارتداد قرار دینے کی بابت قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، تاریخ اسلام میں ریاست ومملکت کی سطح

پر فتنہ انکار ختم نبوت کو کفر وارتداد قرار دینے اور ان کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کا اعزاز جانشین رسول، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا اور ان کے بعد یہ اعزاز انہی کی اولاد میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو نصیب ہوا" (۱۲)

قرارداد کے قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا، حزب اختلاف کے چند رہنماؤں جن میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد اور مفتی محمود وغیرہ شامل تھے اور حکومت کی جانب سے محترم عبدالحفیظ پیرزادہ اور مولانا کوثر نیازی شامل تھے ان ارکان پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی، اس کمیٹی کے مسلسل اجلاس ہوتے رہے جس میں قرارداد کو مختلف پہلوؤں سے دیکھا گیا، اس اثنا میں قادیانی ربوہ گروپ کے سربراہ مرزا ناصرالدین سے بھی مسلسل گیارہ روز تک جرح ہوتی رہی، دونوں جانب سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا، سوالات کی سماعت کی ذمہ داری حکومت کی جانب سے جناب یحیٰ بختیار کو سونپی گئی تھی، اسمبلی میں مرزا ناصرالدین کو آنے کی اجازت دے دی گئی تھی اسی دوران مرزا ناصرالدین نے تمام ممبرانِ اسمبلی کے سامنے اس بات کا اقرار کر لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہمارے عقیدے کے مطابق مسیح موعود اور اُمتی نبی ہے، مرزا ناصر کے اس بیان سے تمام ممبران اسمبلی قادیانیوں کے عقائد ونظریات سے واقف ہو گئے اور اُنہیں یقین ہو گیا کہ مولانا نورانی جنہیں اقلیت قرار دلوانے کی سعی کر رہے ہیں وہ واقعی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (۱۳)

پروفیسر شاہ فریدالحق رقم طراز ہیں " بھٹو صاحب آخری وقت تک راضی نہیں ہو رہے تھے کبھی اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی یا احمدی نہیں آنا چاہئے کبھی غلام احمد کے نام پر اعتراض تھا۔ غرض یہ کہ ۵ تاریخ ستمبر ۱۹۷۴ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مولانا مفتی محمود، جناب عبدالحفیظ پیرزادہ، جناب کوثر نیازی اور جناب مولانا بخش سومرو کی میٹنگ بھٹو صاحب کے یہاں شروع ہوئی، ۵ کو دو میٹنگیں ہوئی۔ مگر مسئلہ طے نہیں ہوا، ۶ کو دو میٹنگیں ہوئیں" (۱۴) آخر کار نورانی صاحب کی مسلسل جدوجہد رنگ لائی، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام ایک اہم تاریخی فیصلہ ہو گیا اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا، یقیناً قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے کا کریڈٹ مولانا نورانی کو ہی جاتا ہے جنہوں نے اس سلسلے میں دن رات مسلسل جدوجہد کی اور اس اہم مشن میں کامیاب ہوئے۔ مولانا اللہ وسایا رقم طراز ہیں کہ " حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے اس تحریک کے بعد اندرون و بیرون ملک جو دورے کئے ان کا نکتہ آغاز و نکتہ اختتام فتنہ قادیانیت کا محاسبہ ہوتا تھا" (۱۵)

جناب اکبر عادل (سی این پی ریٹائرڈ سیکریٹری حکومت پاکستان) صاحب نے کراچی میں منعقدہ ایک نجی محفل جس میں دارالعلوم امجدیہ کے مفتی ظفر علی نعمانی اور پروفیسر شاہ فریدالحق بھی شریک تھے، انہوں نے ان دونوں حضرات کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی عجیب آدمی ہیں محض اپنی قرارداد سے دو الفاظ نکالنے پر انہیں پچاس لاکھ

روپے مل رہے تھے جو انہوں نے ٹھکرا دیئے، مزید تفصیلات بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی کچھ اور لوگ بھی موجود تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقے لاہوری گروپ سے تعلق رکھتے تھے وہاں آئے اور کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ مولانا نورانی آپ کے ہاں تشریف لائے ہوئے ہیں ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

میں انہیں گھر کے اندر لے آیا اور مولانا نورانی کے سامنے پیش کر دیا، نورانی صاحب نے فرمایا کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار آدمی سرکاری افسران تھے ان میں سے ایک افسر نے کہا جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے لہٰذا آپ کی قرارداد میں ہمارا نام درست نہیں ہے آپ یوں کرلیں کہ قرارداد میں سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں "علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا" آپ کی پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر گنبد خضرا والے آقا ﷺ سے ہمارا سودا ہو چکا ہے، ہم بازار مصطفیٰ ﷺ میں بک چکے ہیں اور یہ پیسہ ہمیں نہیں خرید سکتا"۔ آپ نے فرمایا "مرزا مدعی نبوت ہے جو اسے مجدد یا مصلح مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا"۔ مولانا نورانی نے فرمایا "اصل دولت ایمان ہے اور سرمایہ آخرت ہے" (۱۶)

بیشک علامہ نورانی عصر حاضر میں سفینۂ عشق مصطفیٰ کے ناخدا اور میر کاروانِ غلامانِ رسول ﷺ تھے۔ آپ حق وصداقت کی نشانی تھے آپ نے اپنے اصولوں کا سودا نہیں کیا۔ آپ نے مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیئے بے پناہ خدمات سرانجام دیں، آپ اپنی جان کی پرواہ کیئے بغیر اپنے موقف پر ڈٹے رہے، اللہ تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہے لے لیتا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چنا، آپ نے جو کارنامہ سرانجام دیا وہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا جس کی بدولت آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے، آپ کا یہ تاریخ ساز کارنامہ صدیوں تک لوح تاریخ پر نقش رہے گا، سردار خادم حسین طاہر رقم طراز ہیں "مولانا شاہ احمد نورانی نے فتنۂ قادیانیت کے خاتمے کے لیئے جو کردار ادا کیا مجھے یقین ہے کہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کرنا بارگاہِ رسالت میں ان کے لیئے سب سے بڑا وسیلہ اور شفاعت کا ذریعہ ہوگا" (۱۷)

پروفیسر شاہ فریدالحق رقم طراز ہیں "قادیانیوں کا غیر مسلم قرار دلوانے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ان کی مغفرت کے لیئے یہی کافی ہے" (۱۸) اللہ تعالیٰ قائد ملت اسلامیہ، داعی اتحاد بین المسلمین، علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے اور تمام مسلمانوں کو حقیقی طور پر اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے حق میں کام کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، لاہور (قادیانیت اشاعتِ خاص)، ص ۲۷۰، جولائی ۱۹۸۴ء، بحوالہ البدایہ والنہایہ، جلد ۶، ص ۳۱۶ تا ۳۲۵۔

۲۔ ایضاً ص ۲۷۱، بحوالہ مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، لابن احمد المکی، جلد اول، صفحہ ۱۶۱، مطبوعہ حیدرآباد، ۱۳۲۱ھ۔

۳۔ ایضاً ص ۱۳۲ تا ۱۳۴، مزید تفصیلات کے لیئے مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب واشتہارات کا مطالعہ کیجئے، کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ رستمبر ۱۸۹۷ر نورالحق حصہ اول صفحہ ۲۸ ربراہین احمدیہ رشہادۃ القرآن رسرمہ چشم آریہ رآئینہ کمالات راسلام حمامۃ البشریٰ رتریاق القلوب، وغیرہ۔

۴۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (تحریک ختم نبوت نمبر) دسمبر ۱۹۷۴ء ص ۲۳۔

۵۔ ایضاً ص ۲۲۔

۶۔ ایضاً ص ۲۴۔

۷۔ ایضاً ص ۳۰۔۳۱۔

۸۔ ایضاً ص ۳۴۔

۹۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، جنوری، ۲۰۰۵ء، ص ۶۵۔

۱۰۔ سابق مدیر معاون ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (دسمبر ۱۹۷۱ء تا جون ۱۹۸۵ء) ان کا نام عابد نظامی ہے دسمبر ۱۹۷۱ء تا اگست ۱۹۸۸ء قائم مقام مدیر اعلیٰ کے عہدے پر بھی فائز رہے، دیکھئے "اشاریہ ضیائے حرم مرتب عابد حسین شاہ، ص ۳۱۲، ۳۱۳، ناشر بہاء الدین ذکریا لائبریری چھوہنی ضلع چکوال، ۱۹۹۷ء۔

۱۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، دسمبر ۱۹۷۴ء، ص ۲۲۔

۱۲۔ ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی (امام نورانی نمبر)، نومبر دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۲۰۔

۱۳۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (ختم النبوت نمبر) دسمبر ۱۹۷۴ء، ص ۳۳۔۳۴۔

۱۴۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (ختم نبوت نمبر) دسمبر ۱۹۷۴ء، ص ۳۴۔

۱۵۔ ہفت روزہ ختم نبوۃ، کراچی ۲ تا ۸ جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۲۵۔

۱۶۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء ص ۶۸۔

۱۷۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۶۵۔

۱۸۔ ماہنامہ النعیم کراچی، جنوری، ۲۰۰۴ء، ص ۳۴۔